مکاتیبِ ڈاکٹر محمود احمد غازی بنام نذر صابری

ترتیب وتحشیہ: ڈاکٹر ارشد محمود ناشاد☆

ڈاکٹر محمود احمد غازی: مختصر تعارف

نامور اسلامی سکالر، محقق، ماہرِ تعلیم اور بیسیوں کتابوں کے مصنّف و مؤلف ڈاکٹر محمود احمد غازی بلاشبہ ہمارے عہد کی ایک ایسی تاب دار اور منفعت رساں شخصیت تھے جن کے علم وفضل، تحریر وتقریر اور تدریس وانتظام نے کئی افراد، اداروں اور شعبوں کی ثروت اور وقعت میں اضافہ کیا۔ ڈاکٹر محمود احمد غازی ۱۸۔ستمبر ۱۹۵۰ء کو حافظ محمد احمد فاروقی کے گھر دہلی میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والدِ گرامی ان دنوں دہلی میں قیام پذیر تھے جہاں وہ ۱۹۴۷ء سے پاکستان ہائی کمیشن سے وابستہ تھے۔ ڈاکٹر غازی کا بچپن کاندھلہ میں اپنے ننھیال کے ہاں گزرا۔ ۱۹۵۴ء میں والدِ محترم کے ہمراہ پاکستان آ گئے اور کراچی کو اپنا مستقر ٹھہرایا۔ غازی صاحب نے آٹھ سال کی عمر میں قرآنِ حکیم حفظ کیا۔ ازاں بعد آپ کو بنوری ٹاؤن کے معروف دینی مدرسے میں داخل کیا گیا جہاں آپ نے مولانا محمد یوسف بنوری، مولانا عبدالرشید نعمانی، مولانا عبدالقدوس ہاشمی اور مولانا محمد یوسف عطیہ سے کسبِ فیض کیا۔ ۱۹۶۶ء میں والدِ گرامی کا تبادلہ اسلام آباد ہوا تو غازی صاحب بھی یہیں آ گئے اور مدرسہ تعلیم القرآن، راول پنڈی میں مولانا غلام اللہ خان کی زیرِ نگرانی تعلیم حاصل کرنے لگے۔ اسی سال آپ نے درسِ نظامی کا امتحان پاس کیا۔ بعدازاں میٹرک، ایف۔اے اور بی۔اے امتحانات بھی پاس کیے۔ ۱۹۶۸ء میں جامعۂ پنجاب سے فارسی آنرز کا امتحان اعزاز کے ساتھ پاس کیا۔ ۱۹۷۲ء میں جامعۂ پنجاب سے ایم اے عربی کی ڈگری حاصل کی۔ ۱۹۸۸ء میں اسی جامعہ سے پی ایچ ڈی کی ڈگری ملی۔ پی ایچ ڈی کے مقالے کا موضوع ''شاہ ولی اللہ کا اسلامی کردار'' تھا۔

ڈاکٹر غازی صاحب نے ۱۹۶۷ء میں مدرسۂ فرقانیہ سے تدریس کا آغاز کیا۔ ۱۹۶۸ء میں مدرسۂ ملیہ راول پنڈی سے وابستہ ہوئے۔ اسی سال مصر کے شاعر اور عالم شیخ صاوی علی شعلان، جو صدر ایوب کی خصوصی درخواست پر کلامِ اقبال کے عربی ترجمے کے لیے پاکستان آئے تھے، کے ساتھ مل کر کلامِ اقبال کا عربی ترجمہ کیا۔ ۱۹۶۹ء میں بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد کے ساتھ وابستہ ہوئے۔ اولاً ادارۂ تحقیقاتِ اسلامی میں عربی کی تدریس کا فریضہ ادا کیا، بعدازاں اس ادارے سے بطور محقق وابستہ رہے۔ ۱۹۸۷ء میں فیکلٹی آف شریعہ اینڈ لا میں پروفیسر کے منصب پر تقرر ہوا۔ کچھ عرصہ قائداعظم یونیورسٹی، اسلام آباد میں انٹرنیشنل ریلیشنز کے شعبہ میں تدریس کا فریضہ بھی انجام دیا۔ ۱۹۸۴ء سے ۱۹۸۷ء تک ادارہ تحقیقاتِ اسلامی کے اُردو مجلّہ ''فکر ونظر'' اور ۱۹۸۱ء سے ۱۹۸۷ء، اور ۱۹۹۱ء تا

☆ اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اردو، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد

۱۹۹۴ء اسی ادارے کے عربی مجلّہ ''الدراسات الاسلامیہ'' کے مدیر رہے۔ ۱۹۸۷ء تا ۱۹۹۴ء فیصل مسجد کے خطیب اور اسلامک سنٹر کے ڈائریکٹر کی حیثیت میں کام کیا۔ ۱۹۸۸ء تا ۱۹۹۴ء دعوۃ اکیڈمی کے ڈائریکٹر جنرل رہے۔ اس کے علاوہ دوبار اسلامی نظریاتی کونسل کے رکن، شریعہ اپیل بورڈ کے جج، نیشنل سیکورٹی کونسل کے رکن، اسلامی یونیورسٹی کے نائب صدر اور صدر اور پرویز مشرف کے دور میں وفاقی وزیر برائے مذہبی امور کام کیا۔ قطر یونیورسٹی سے بھی وابستہ رہے۔ پاکستان، عرب، مصر، ایران، شام اور سپین کی جامعات کی مختلف کمیٹیوں کے رکن اور سرپرست بھی رہے۔ دُنیا بھر میں اسلام اور عالمِ اسلام کے حوالے سے منعقدہ سیمی ناروں، مذاکروں اور کانفرنسوں میں شرکت اور پاکستان کی نمائندگی کی۔ ڈاکٹر صاحب زندگی کے آخری لمحات تک حرکت وعمل کی جیتی جاگتی تصویر بنے رہے۔ آپ ۲۶ ستمبر ۲۰۱۰ء کو فجر کے وقت راہیِ ملکِ بقا ہوئے۔ مولانا احمد میاں تھانوی نے آپ کی نمازِ جنازہ پڑھائی اور اسلام آباد ایچ۔ الیون کے قبرستان میں آپ کے جسدِ خاکی کو سپردِ خاک کیا گیا۔

ڈاکٹر محمود احمد غازی زندگی بھر تعلیم وتدریس اور تصنیف وتالیف سے وابستہ رہے۔ آپ کو اُردو، انگریزی، عربی، فارسی اور فرانسیسی زبانوں پر عبور تھا۔ قرآن وسنت، سیاسیات، معاشیات، ادبیات، اقبالیات اور فقہی موضوعات پر بیسیوں کتابیں لکھیں۔ آپ کی چند اہم کتب کے نام یہ ہیں:

☆ ادب القاضی (۱۹۸۳ء)
☆ احکام بلوغت (۱۹۸۷ء)
☆ محکماتِ عالمِ قرآنی (۱۹۹۲ء)
☆ قرآن: ایک تعارف (۲۰۰۳ء)
☆ محاضراتِ قرآن (۲۰۰۴ء)
☆ مسلمانوں کا دینی وعصری نظامِ تعلیم (۲۰۰۹ء)
☆ محاضراتِ حدیث (۲۰۰۵ء)
☆ محاضراتِ فقہ (۲۰۰۵ء)
☆ محاضراتِ سیرت (۲۰۰۷ء)
☆ محاضراتِ شریعت وتجارت (۲۰۰۹ء)
☆ اصول الفقہ (دو حصے: ۲۰۰۴ء)
☆ اسلامی شریعت اور عصرِ حاضر (۲۰۰۹ء)
☆ اسلام اور مغرب تعلقات (۲۰۰۹ء)
☆ اسلامی بنکاری: ایک تعارف (۲۰۱۰ء)

☆ State & legislation in Islam (2006).
☆ Renaissance and Revivalism in Muslim India 1707 t0 1867(1998).
☆ An Analytical Study of the Sannsiyyah Movement of North Africa.
☆ Islamic Renaissance in South Asia 1707 to 1867.

نذر صابری۔۔۔ایک تعارف

نذر صابری عہدِ رواں کی ایک ممتاز علمی وادبی شخصیت ہیں۔ آپ نے شعر وادب اور تحقیق وتدوین کے میدانوں میں گراں قدر خدمات انجام دی ہیں۔ آپ شاعر، محقق اور مخطوطہ شناس ہیں۔ نذر صابری کا اصل نام غلام محمد

ہے۔آپ یکم نومبر ۱۹۲۳ء کو ملتان میں پیدا ہوئے۔آپ کا آبائی وطن جالندھر ہے۔آپ کے والدِ محترم کا نام مولوی علی بخش تھا، جو مولانا نواب الدین صابری رمداسیؒ کے دست گرفتہ تھے۔نذر صابری نے گورنمنٹ ہائی سکول جالندھر سے میٹرک، اسلامیہ کالج جالندھر سے بی اے اور پنجاب یونی ورسٹی سے ڈپلوما ان لائبریرین شپ کی تحصیل کی۔تعلیم سے فراغت کے بعد اسلامیہ کالج جالندھر میں کتاب دار مقرر ہوئے۔ ہندوستان کی تقسیم کے بعد لاہور آ گئے اور یہاں پنجاب پبلک لائبریری میں اسسٹنٹ کیٹلاگر کی حیثیت سے کام شروع کیا۔ ۱۹۴۸ء میں گورنمنٹ کالج کیمبل پور[حال اٹک] میں کتاب دار مقرر ہوئے اور سبک دوشی [۱۹۸۳ء] تک اسی ادارے سے وابستہ رہے۔صابری صاحب نے ۱۹۵۷ء میں محفلِ شعروادب اور ۱۹۶۳ء میں مجلسِ نوادراتِ علمیہ کی بنیاد رکھی۔ان اداروں نے اٹک کے علمی وادبی افق کی تابانی میں اضافہ کیا۔مجلسِ نوادراتِ علمیہ کے زیرِ اہتمام مخطوطات کی دو نمائشیں منعقد ہوئیں جنھیں ملک بھر میں قدر کی نظر سے دیکھا گیا۔نذر صابری نے ولی دکنی کے معاصر،اٹک کے اولین اُردو و فارسی شاعر شاکر اٹکی کا دیوان شائع کیا۔شیخ محمود اشنویؒ کی کتاب **غاية الامكان في معرفته الزمان والمكان** کو پہلی بار اصل مصنف کے نام کے ساتھ شائع کیا۔نذر صابری کی دیگر تصانیف وتالیفات وتدوینات میں **قصۂ مشائخ** (محمد زاہد اٹکیؒ)، **انتخابِ دیوانِ ظفر احسنؔ**،**المرآة في شرح المشكوٰة** (شیخ نصر اللہ بن عبدالسلام)، **ارمغانِ اتک**، **آفتابِ شوالک**، **نوادراتِ علمیہ**، **فهرستِ مخطوطات**(عربی)، **لذتِ آشنائی** ، **ظوائر** ،**منهج الرشاد لنفع العباد** (شیخ زین الدین الخوافی الہروی) اور **واماندگیِ شوق** (مجموعۂ نعت) شامل ہیں۔

ڈاکٹر محمود احمد غازی کے ساتھ نذر صابری کا دوستانہ تعلق کئی دہائیوں پر محیط ہے۔ڈاکٹر غازی کے خالہ زاد بھائی پروفیسر زاہر حسن فاروقی (متوفیٰ جون ۲۰۱۰ء] گورنمنٹ کالج اٹک میں شعبۂ اُردو کے استاد اور صابری صاحب کے رفیقِ کار تھے،اس لیے ان کی معیت میں ڈاکٹر غازی کے ساتھ ملاقاتوں کا سلسلہ بھی قائم رہا۔دونوں بزرگ ایک دوسرے کے علم وفضل کے قدردان اور ایک دوسرے کی صلاحیتوں کے معترف تھے۔حیرت ہے کہ ان کے درمیان طویل سلسلۂ مکاتبت قائم نہ ہوسکا۔صابری صاحب کے ذخیرۂ مکاتیب میں ڈاکٹر محمود احمد غازی کے صرف آٹھ خط دستیاب ہوئے ہیں۔ایک خط جو غالباً سب سے پُرانا ہے،کاغذ کے پھٹ جانے سے ناخوانا ہوگیا ہے۔یہ خط مولانا کوثر نیازی کے کتب خانے کے بارے میں ہے۔صابری صاحب کو کسی ذریعے سے معلوم ہوا تھا کہ مولانا کوثر نیازی کے کتب خانے کی نگہداشت کا کوئی مناسب انتظام نہیں کیا گیا،جواب میں ڈاکٹر صاحب نے لکھا کہ یہ بات درست نہیں۔ادارۂ تحقیقاتِ اسلامی کی مرکزی لائبریری میں یہ کتب خانہ شامل ہے اور آج کل اس کی کتابوں کی جلد سازی کا کام ہو رہا ہے۔

صابری صاحب نے تحقیق الادیان، علامہ زمخشریؒ اور دیگر اعلام وکتب کے حوالے سے ڈاکٹر محمود احمد غازی سے خط کتابت کی۔ڈاکٹر صاحب نے جس انداز سے ان کے خطوں کے جواب دیے،ان سے ڈاکٹر غازی کی وسعتِ علمی کا اظہار بھی ہوتا ہے اور صابری صاحب کے ساتھ ان کے رشتۂ اخلاص کے ترجمانی بھی۔ذیل میں ڈاکٹر محمود احمد غازی کی مکاتیب کا متن پیش کیا جاتا ہے۔راقم نے ان مکاتیب پر مختصر حواشی کا اضافہ کیا ہے، جو متنِ مکاتیب کی تفہیم میں معاون ہیں۔

مکاتیب

[ا]

Da'wah Academy
INTERNATIONAL ISLAMIC UNIVERSITY
ISLAMABAD

اکادیمیة الدعوة
الجامعة الاسلامیة العالمیة اسلام آباد

۲۲۔اپریل ۱۹۹۱ء

برادرِ مکرم محترم جناب نذر صابری صاحب!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ امید ہے آپ کے مزاجِ گرامی بہ خیر ہوں گے۔ آپ کا گرامی نامہ کئی روز ہوئے موصول ہوا تھا لیکن میں مسلسل سفر کی وجہ سے بروقت جواب نہیں دے سکا۔ اس سے بڑی خوشی ہوئی کہ آپ نے اردو زبان میں ادیان و مذاہب کی کتابوں پر کام شروع کیا ہے(۱)۔ اس موضوع پر ادارہ تحقیقاتِ اسلامی (۲) کے کتب خانے میں خاصا اچھا ذخیرہ موجود ہے۔ ۱۹۳۰ء سے قبل بھی اردو زبان میں بعض بہت اچھی کتابیں ادیان و مذاہب پر لکھی گئیں، جن کی ابتدائی فہرست دو ایک روز میں آپ کو بھیج دوں گا۔ لیکن یہ یاد رہے کہ تقابلِ ادیان میرا موضوع نہیں ہے۔

اکبر (۳) سے پہلے جس مسلمان بادشاہ کا نام تقابلِ ادیان کے معرکوں کے سلسلے میں معروف ہے، وہ عباسی فرماں روا مامون (۴) ہے۔

بھگتی تحریک (۵) کے بارے میں مجھے آپ کے تأثر سے اتفاق ہے کہ یہ اسلام کی سریع الاثری کو روکنے کی ایک چال تھی۔ کئی سال پہلے میرے بعض مضامین عربی زبان میں اس موضوع پر شائع ہوئے تھے؛ اگر آپ کو دلچسپی ہو تو ارسال کر دوں۔ بھگتی تحریک کے اس پہلو پر مختصر اور جامع بحث ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی (۶) کی انگریزی کتاب ''مسلم کمیونٹی'' (۷) میں موجود ہے۔ شیخ اکرام (۸) کا سلسلۂ کوثر (۹) بھی اس سلسلے میں بعض مفید اور دلچسپ معلومات فراہم کرتا ہے۔

والسلام
مخلص
محمود احمد غازی

[۲]

Da'wah Academy
INTERNATIONAL ISLAMIC UNIVERSITY
ISLAMABAD

اکادیمیة الدعوة
الجامعة الاسلامیة العالمیة اسلام آباد

۱۵۔ جون ۱۹۹۱ء

برادرِ مکرم ومحترم جناب پروفیسر (۱۰) نذر صابری صاحب!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ امید ہے آپ کے مزاجِ گرامی بہ خیر ہوں گے۔ مجھے افسوس ہے کہ آپ کے خط کا جواب دینے میں تاخیر ہوئی، کیوں کہ میں ضروری کام سے کراچی گیا ہوا تھا۔

آپ کا یہ ارشاد صحیح ہے کی مخاطب قوم کے دین ومذہب کا مطالعہ کیے بغیر اس قوم میں تبلیغ کا حق ادا نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن اس کام کے لیے تقابلِ ادیان کا ابتدائی اور عمومی مطالعہ کافی ہے۔ کسی عمیق اور اختصاصی مطالعے کی شرط نہیں ہے۔ اگر ایسا ہو تو دعوت وتبلیغ کا کام رک جائے۔

مراجع کا لفظ آپ نے جس مفہوم میں استعمال فرمایا ہے، اس کی جگہ رجحانات کا لفظ استعمال کیا جانا چاہیے۔ مراجع کا لفظ اس مفہوم میں عربی میں استعمال نہیں ہوتا۔

آپ کی مطلوبہ کتابوں کی فہرست درج ذیل ہے:

انجیل برناباس: ترجمہ مولوی محمد حلیم انصاری، ۱۹۱۶ء، لاہور۔

منظوم اردو ترجمہ: بھگوت گیتا، نولکشور، ۱۹۲۳ء۔

تاریخ بائبل: ترجمہ طالب الدین، لاہور۔

تلاشِ حق: چرن لال، لکھنؤ، ۱۹۳۰۔

تلسی کرت رامائن: لکھنؤ، ۱۹۳۱ء۔

کرشن بیتی: خواجہ نظامی، دہلی۔

ہندو مذہب میں قربانی: معین الدین محمد، ۱۹۲۵ء۔

والسلام
مخلص
محمود احمد غازی

[۳]

Da'wah Academy
INTERNATIONAL ISLAMIC UNIVERSITY
ISLAMABAD

اکادیمیۃ الدعوۃ
الجامعۃ الاسلامیۃ العالمیۃ اسلام آباد

۱۵۔جون ۱۹۹۴ء

محترم ومکرم جناب نذر صابری صاحب!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔گرامی نامہ مؤرخہ ۸رجون ۱۹۹۴ء باصرہ نواز ہوا، میں ان شاء اللہ جلد ہی آپ کے حسبِ ارشاد مطلوبہ معلومات فراہم کر کے ارسال کر دوں گا۔تاہم مجھے یہ لگتا ہے کہ بعض ناموں کے بارے میں شاید کہیں التباس ہوا ہے۔علاّمہ زمخشری (متوفی ۵۳۸ھ) (۱۱) کا زمانہ فیروز آبادی صاحبِ قاموس (۱۲) سے بہت پہلے ہے، جن کی وفات ۸۱۷ھ میں ہوئی۔

والسلام
ڈاکٹر محمود احمد غازی
ڈائریکٹر جنرل

معرفت جناب تحسین حسین صاحب
مدیر ماہ نامہ اٹک [نامہ]
بی ۵۲، نزد چوک فوارہ، ضلع اٹک

[۴]

Da'wah Academy
INTERNATIONAL ISLAMIC UNIVERSITY
ISLAMABAD

اکادیمیۃ الدعوۃ
الجامعۃ الاسلامیۃ العالمیۃ اسلام آباد

۲۶۔جون ۱۹۹۴ء

برادرِ مکرم جناب نذر صابری صاحب!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔گرامی نامہ کئی روز ہوئے ملا تھا اور مختصر جواب اسی روز ارسال کر دیا تھا، اس خط کے ہمراہ آپ کی مطلوبہ کچھ معلومات ارسالِ خدمت ہیں۔بقیہ ناموں کے بارے میں یا تو کوئی التباس ہوا ہے یا پھر زرکلی (۱۳) اور کحالہ (۱۴) نے یہ اندراجات اپنی کتابوں میں شامل نہیں کیے۔بعض جگہ ایسا لگتا ہے کہ آپ نے افراد کے القاب اور نسبتوں کے بیان کرنے میں معروف القاب اور نسبتوں کو چھوڑ کر غیر معروف القاب اور نسبتیں تحریر فرمائیں۔تاہم اگر ان صفحات سے کام نہ چلے تو دوبارہ تحریر فرمائیے گا، مزید تلاش کر لیں گے۔

والسلام
نیاز مند
ڈاکٹر محمود احمد غازی

[۵]

Da'wah Academy | اکادیمیة الدعوة

INTERNATIONAL ISLAMIC UNIVERSITY ISLAMABAD | الجامعة الاسلامیة العالمیة اسلام آباد

۲۶۔جولائی ۱۹۹۴ء

برادرِ مکرم ومحترم جناب پروفیسر نذر صابری صاحب!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔آپ کا گرامی نامہ مؤرخہ ۷رجولائی ۱۹۹۴ء کئی روز ہوئے ملا تھا،جس کی پشت پر آپ کے ارسال کردہ مخطوطہ کی عکسی نقل بھی تھی۔ میں ان شاء اللہ دو ایک روز میں کسی وقت خود لائبریری جا کر مطلوبہ معلومات فراہم کر کے آپ کو ارسال کر دوں گا۔شاید اس کام کے لیے مجھے خود ہی کچھ وقت نکالنا پڑے گا،کسی اور کے بس کا معلوم نہیں ہوتا۔

والسلام

نیاز مند

ڈاکٹر محمود احمد غازی

ڈائریکٹر جنرل

جناب پروفیسر نذر صابری صاحب

۱۔میونسپل پلازہ،اٹک شہر

ضلع اٹک

[۶]

۳۰۔نومبر ۱۹۹۵ء

اسلام آباد

برادرِ مکرم ومحترم جناب پروفیسر نذر صابری صاحب!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔گرامی نامہ نے کل مشرف فرمایا۔واقعی مجھ سے تاخیر اور کوتاہی ہوئی۔آپ کا سابقہ گرامی [نامہ] اس وقت دستیاب نہیں ہے۔ براہِ کرم دوبارہ زحمت فرمایئے اور اطلاع دیجیے کہ کیا کیا معلومات درکار ہیں۔

والسلام

نیاز مند

محمود احمد غازی

[۷]

اسلام آباد

۱۵۔ رمضان المبارک [۱۴۱۶ھ]

برادرِ مکرم ومحترم جناب پروفیسر نذر صابری صاحب!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ کئی روز سے عریضہ ارسال کرنے کا ارادہ کر رہا تھا، لیکن عدیم الفرصتی مانع آتی رہی۔ جی ہاں احمد الطبری اور محبّ الدین طبری (۱۵) ایک ہی آدمی کے نام ہیں۔ پورا نام محبّ الدین احمد بن عبداللہ الطبری ہے۔ سالِ وفات ۶۹۴ [ھ] ہے۔ بقیہ نام تلاش کے باوجود نہیں ملے۔ الاعلام (۱۶) معجم المؤلفین (۱۷) اور دیگر تذکروں میں نظر نہیں آئے۔

علّامہ زمخشری کو میں قابلِ احترام اکابرِ اسلام میں سے سمجھتا ہوں۔ اگر ان کے تائب ہونے کی روایت ثابت نہ بھی ہو تب بھی ان کے غیر معمولی مقام ومرتبہ پر کوئی فرق نہیں پڑتا۔ ابنِ خلدون (۱۸) نے لکھا ہے کہ قرآن کی فصاحت وبلاغت کو کما حقہٗ جن دو آدمیوں نے سمجھا ہے، ان میں ایک علامہ زمخشری ہیں۔ جس آدمی نے زندگی کے آخری سال بیت اللہ کے سائے میں اس عقیدت سے گزارے ہوں کہ زبانِ خلق نے اس کو جار اللہ (اللہ کا پڑوسی) قرار دیا ہو، اس کی سرخروئی میں شک کرنے کو بڑی جسارت گردانتا ہوں۔ یوں بھی علّامہ کا اعتزال بڑا ہلکا یا گلابی قسم کا ہے۔ ان کو انتہا پسند معتزلہ کے ساتھ شمار کرنا مناسب نہیں (۱۹)۔

پروفیسر فاروقی صاحب (۲۰) سے سلام عرض کر دیں۔ ان کو ایک خط لکھا تھا، جس میں ایک استفسار تھا، جواب کا منتظر ہوں۔

والسلام

نیاز مند

محمود احمد غازی

حواشی وتعلیقات

۱۔ نذر صابری صاحب ان دنوں اپنے شیخ مولانا نواب الدین چشتی صابری کی کتاب پیغامِ حق کی نظرِ ثانی کر رہے تھے۔ یہ کتاب دراصل مولانا نواب الدین چشتی صابری کی کتاب **تحقیق الادیان فی اعجاز القرآن** کا مقدمہ تھی جو پہلی بار ۱۹۳۰ء میں راماس ضلع امرتسر سے مصنف کے حینِ حیات شائع ہوئی۔ مولانا موصوف مقدمے کے بعد بہ وجوہ کتاب نہ لکھ سکے۔ مقدمے کا دوسرا ایڈیشن ان کے مریدِ باصفا غلام محی الدین خاں لودھی چشتی صابری نے ادارہ فروغِ تجلیاتِ صابریہ، فیصل آباد کے زیرِ اہتمام شائع کیا۔ صابری صاحب نے اس کتاب پر مبسوط دیباچہ لکھنے کے لیے تحقیق الادیان کے موضوع پر بہت سا لوازمہ اکٹھا کیا اور بالخصوص ۱۹۳۰ء سے قبل اس موضوع پر لکھی گئی کتابوں کا مطالعہ کیا، مگر افسوس کہ صابری صاحب اس کتاب پر کچھ نہ لکھ سکے اور یہ کتاب ان کی تحریر کے بغیر شائع ہوگئی۔

۲۔ قیامِ پاکستان کے فوراً بعد تعلیماتِ اسلامی بورڈ کے نام سے ایک ادارہ قائم ہوا۔ سیّد سلیمان ندوی اس کے صدر اور مولانا ظفر احمد انصاری اس کے سیکرٹری منتخب ہوئے۔ سیّد صاحب کی رحلت کے بعد یہ بورڈ ختم ہوگیا اور اس کی جگہ مرکزی ادارہ تحقیقاتِ اسلامی کا قیام عمل میں آیا۔ ۱۹۵۲ء کی دستور ساز اسمبلی نے اس ادارے کے قیام کی قرارداد پاس کی مگر عملاً اس ادارے کا آغاز ۱۹۵۴ء میں ہوا۔ ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی، ڈاکٹر ممتاز حسن اور عترت حسین زبیری اس ادارے کی تشکیل میں پیش پیش تھے۔ مولانا عبدالعزیز میمن ادارۂ تحقیقاتِ اسلامی کے پہلے منصرم تھے۔ ۱۹۶۰ء میں ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی کو پورے اختیارات کے ساتھ پہلا ہمہ وقتی ڈائریکٹر مقرر کیا گیا۔ ادارے کا دفتر پہلے کراچی میں تھا، دارالحکومت کی تبدیلی کے وقت ادارے کا دفتر بھی اسلام آباد میں منتقل ہوا۔ یہ ادارہ پہلے وزارتِ تعلیم، پھر وزارتِ قانون اور بعد ازاں وزارتِ مذہبی امور کے ساتھ وابستہ ہوا۔ اس ادارے کا عظیم الشان کتب خانہ پاکستان کے چند بڑے کتب خانوں میں شمار ہوتا ہے۔ ادارے کا ایک مستقل شعبہ مطبوعات کا ہے، جس کے زیرِ اہتمام کئی علمی کتابیں شائع ہو چکی ہیں۔ اس ادارے کے زیرِ اہتمام عربی، انگریزی اور اُردو کے علمی و ادبی مجلے بھی شائع ہوتے ہیں، جو اپنے وقیع مندرجات کے باعث علمی حلقوں میں معروف ہیں۔

۳۔ نامور مغل حکمران؛ جلال الدین محمد اکبر، ہمایوں کے بعد تختِ حکومت پر متمکن ہوا۔ اس کا زمانہ حکمرانی ۱۵۵۶ء سے ۱۶۰۵ء تک ہے۔ اس کے اپنے مخالفوں کو عبرت ناک شکست دے کر مغلیہ حکومت کو مضبوط اور مستحکم کیا۔

۴۔ مراد خلیفہ مامون الرشید [۷۸۶ء تا ۸۳۳ء]؛ سلطنتِ عباسیہ کا ساتواں خلیفہ۔ ہارون الرشید کا دوسرا بیٹا جو اپنے بھائی امین الرشید کے بعد تخت نشین ہوا۔ اس کا اصل نام عبداللہ تھا۔ اس کے زمانے میں کئی علمی ادارے قائم ہوئے؛ بغداد اور دوسرے مقامات پر رصد گاہیں قائم ہوئیں۔ فلکیات، ہندسہ، نجوم اور دوسرے علوم وفنون کو اس کے دور میں بہت فروغ ملا۔

۵۔ بارھویں صدی کی ایک تحریک جو ہندوؤں اور مسلمانوں کے عقائد کو ملا کر ایک مخلوط نظامِ فکر کی داعی تھی۔ جنوبی ہندوستان میں رامانج [م ۱۱۳۷ء] اس تحریک کا بنیادگزار تھا جس نے ویشنو پوجا کے لیے ایک فلسفیانہ اساس قائم کی۔ اس نے ویدوں اور برہمنی روایات کو مکمل طور پر مسترد نہیں کیا تاہم وہ وحدانیت پرست ضرور تھا۔ بعد میں یہ تحریک دو گردہوں میں بٹ گئی۔ ایک گروہ

ہندومت کی طرف زیادہ جھکاؤ رکھتا تھا جب کہ دوسرا اسلامی تعلیمات کے زیادہ قریب تھا۔ بھگت کبیر کا تعلق ثانی الذکر گروہ سے تھا۔ اوّل الذکر گروہ کے نمایندہ افراد میں نابھ داس [مصنف بھگت مالا] اور تلسی داس کوی کے نام شامل ہیں۔

٦۔ نام ور مؤرخ، دانش ور اور ماہرِ تعلیم ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی ۲۰۔ نومبر ۱۹۰۳ء کو پٹیالی ضلع ایٹہ [انڈیا] میں پیدا ہوئے۔ والدِ گرامی کا نام قاضی صادق حسین قریشی تھا۔ ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی تعلیم کی تکمیل کے بعد ۱۹۴۳ء سے ۱۹۴۷ء تک دہلی یونی ورسٹی میں تاریخ کے استاد رہے۔ ملک کی تقسیم کے بعد پنجاب یونی ورسٹی، لاہور کے شعبۂ تاریخ سے وابستہ ہوئے۔ ۱۹۴۹ء تا ۱۹۵۱ء نائب وزیرِ داخلہ، اطلاعات و بحالیات رہے۔ ۱۹۵۱ء تا ۱۹۵۴ء وزیرِ مملکت برائے تعلیم و بحالیات رہے۔ کچھ عرصہ کولمبیا یونی ورسٹی میں وزٹنگ پروفیسر کی حیثیت سے کام کیا۔ بعد ازاں ڈاکٹر صاحب کراچی یونی ورسٹی کے وائس چانسلر، ادارہ تحقیقاتِ اسلامی کے ڈائریکٹر، پاکستان انسٹی ٹیوٹ آف انٹرنیشنل افیئرز کے چیئرمین، پاکستان ہسٹاریکل سوسائٹی کے صدر اور مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد کے بانی صدر نشین رہے۔ ۲۲، جنوری ۱۹۸۱ء کو راہیِ ملکِ بقا ہوئے۔ گلشنِ اقبال، کراچی میں آسودۂ خاک ہیں۔ آپ کی چند معروف کتابوں کے نام یہ ہیں:

☆ Ulema In Politics.

☆ The Administration of The Sultanate of Dehli.

☆ The Muslim Community of the Sub-Continent.

☆ The Pakistani way of life. ☆ The struggle for Pakistan.

۷۔ کتاب کا مکمل نام یہ ہے: The Muslim Community of the Sub-Continent

۸۔ معروف دانش ور، مؤرخ، مصنف اور غالب شناس شیخ محمد اکرام ۱۰ ستمبر ۱۹۰۸ء کو رسول نگر ضلع گوجرانوالہ میں پیدا ہوئے۔ تکمیلِ تعلیم کے بعد وفاقی سیکرٹری اطلاعات و نشریات، ناظمِ اعلیٰ محکمۂ اوقاف مغربی پاکستان اور ڈائریکٹر ادارۂ ثقافتِ اسلامیہ کی حیثیت میں کام کیا۔ کولمبیا یونی ورسٹی امریکا میں وزٹنگ پروفیسر بھی رہے۔ حکومتِ پاکستان نے آپ کی علمی خدمات کے اعتراف میں آپ کو ستارۂ امتیاز اور تمغہ برائے حسنِ کارکردگی سے نوازا۔ ۱۷۔ جنوری ۱۹۷۳ء کو لاہور میں انتقال ہوا۔ آپ کی کتابوں میں آبِ کوثر، رودِ کوثر، موجِ کوثر، شبلی نامہ، غالب نامہ، ارمغانِ پاک، حیاتِ غالب، کلیمِ فرزانہ، History of Muslim Civilisation، اور ثقافتِ پاکستان وغیرہ شامل ہیں۔

۹۔ سلسلۂ کوثر تین کتابوں پر مشتمل ہے: آبِ کوثر [مغلیہ دور سے قبل]، رودِ کوثر [عہدِ مغلیہ] اور موجِ کوثر [مغلیہ دور کے بعد]۔

۱۰۔ نذر صابری صاحب اگرچہ گاہے گاہے فارسی کی کلاسوں کو پڑھاتے رہے تاہم آپ پروفیسر نہیں رہے بلکہ گورنمنٹ کالج اٹک میں کتاب دار کی حیثیت میں خدمات انجام دیتے رہے۔

۱۱۔ فقہ، کلام اور لسانیات کے نام ور عالم ابوالقاسم محمود بن عمر زمخشری ۴۶۷ھ کو زمخشر میں پیدا ہوئے۔ علامہ زمخشری کے اہم ترین کارناموں میں قرآنِ حکیم کی تفسیر الکشاف عن حقائق التنزیل ہے جو ۵۲۸ھ/۱۱۳۴ء میں مکمل ہوئی۔ زندگی کی ایک بڑا حصہ

بیت اللہ میں گزارا، اسی نسبت سے انھیں جار اللہ کہا جاتا ہے۔ ۵۳۸ھ کو جرجانیہ میں فوت ہوئے۔ ان کی چند معروف کتابوں کے نام یہ ہیں: **المفرد والمولف فی النحو ، الانموذج فی النحو ، مقدمۃ الادب ، کتاب الفائق ، المستقصیٰ فی الامثال، مختصر الموافقت بین آل البیت والصحابہ** اور **خصائص العشرہ الکرام البررۃ**۔

۱۲۔ **القاموس** کے مولف ابو طاہر مجد الدین محمد بن یعقوب بن محمد بن ابراہیم شیرازی فیروز آبادی ہیں۔ آپ ۷۲۹ھ کو کازرون [فارس] میں پیدا ہوئے۔ بڑے بڑے علماء جیسے محمد بن یوسف زرندی، ابن القیم، شیخ تقی الدین سبکی اور ابو النصر تاج الدین سبکی سے فقہ اور حدیث کا درس لیا۔ ان کے فضل وکمال کے باعث مختلف بادشاہوں اور حکمرانوں نے ان کی بہت تکریم کی۔ انھوں نے مختلف ممالک کے سفر کیے۔ چوالیس سے زیادہ کتب تصنیف وتالیف کیں۔ ان کی وفات ۸۱۰ھ کو زبید میں ہوئی۔ ان کی چند یادگار تصانیف یہ ہیں: **القاموس المحیط ، تحبیر الموشین فی التعبیر بالسین والشین ، شرح قصیدۃ بانت سعاد ، الروض المسلوف فیمالہ اسمان الی الوف ، المثلث الکبیر ، انواء الغیث فی اسماء اللیث ، المرقاۃ الوفیۃ فی طبقات الحنفیہ، المرقاۃ الارفیعہ فی طبقات الشافیعہ، الدر الغالی فی الاحادیث العوالی** اور **سفر السعادۃ**۔

۱۳۔ نامور مؤرخ، ادیب اور عالم خیر الدین بن محمود بن محمد بن علی بن فارس زرکلی ۱۳۱۰ھ/۱۸۹۳ء کو بیروت میں پیدا ہوئے۔ ان کی نشوونما اور تعلیم وتربیت دمشق میں ہوئی۔ ان کے زمانے میں عربوں اور ترکوں کے درمیان آویزش عروج پر تھی۔ ان کا شمار بھی غالی عرب پرستوں میں ہوتا ہے۔ ان کی قوم پرستی کا اندازہ اس سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ ان کی گراں قدر تالیف **الاعــــلام**، ترک مشاہیر کے تذکرے سے خالی ہے۔ سیاسی سرگرمیوں کے باعث انھیں دو بار پھانسی کی سزا سنائی گئی۔ وہ مختلف ملکوں میں سفارت کے منصب پر بھی فائز رہے۔ ان کا انتقال ۱۳۹۶ھ/۱۹۷۶ء کو قاہرہ میں ہوا۔ انھوں نے کئی کتابیں تصنیف وتالیف کیں۔ **الاعلام** ان کا معرکہ آرا کارنامہ ہے جو ۱۳۴۳۵ شخصیات کے تعارف کو محیط ہے۔

۱۴۔ معروف مؤرخ اور تذکرہ نویس عمر بن رضا بن محمد راغب بن عبدالغنی کحالہ ۱۳۲۳ھ/۱۹۰۵ء کو دمشق میں پیدا ہوئے۔ عالیہ [لبنان] کے مکتب عنبر سے تعلیم حاصل کی۔ ۱۹۲۷ء میں برطانیہ چلے گئے وہاں سے نائجیریا اور دوسرے ممالک کے سفر کیے۔ ۱۴۰۸ھ/۱۹۸۷ء کو دمشق میں انتقال کیا۔ ان کی چند معروف کتابیں یہ ہیں: **معجم المولفین ، الادب العربی فی الجاھلیۃ والاسلام ، اعلام النساء فی عالمی العرب والاسلام، اللغۃ العربیۃ وعلومھا، التاریخ ولجغرافیۃ فی العصور الاسلامیۃ، العالم الاسلامی ، المنتخب من مخطوطات المدینۃ المنورۃ، المراۃ فی عالمی العرب والاسلام**۔

۱۵۔ محب الدین طبری یا احمد الطبری کا اصل نام احمد بن عبداللہ بن محمد بن ابی بکر بن محمد ابراہیم مکی شافعی ہے۔ ان کی کنیت ابو جعفر اور ابوالعباس اور لقب محب الدین ہے۔ آپ ۶۱۵ھ کو مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے۔ تاریخ ولادت میں اختلاف ہے۔ وفات ۶۹۴ھ کو مکہ میں ہوئی۔ کئی تصانیف وتالیفات یادگار چھوڑیں۔ چند اہم کے نام یہ ہیں: **الریاض النضرۃ، تفسیرِ جامع ، الکافی فی غریب القرآن، القبس الاثناء فی کشف غریب المعانی ، الحدیث العوالی، ترتیب جامع المسانید لان جوزی** اور **الاعلام** از خیر الدین الزرکلی

۱۷۔ **معجم المولفین** از عمر بن رضا کحالہ۔

۱۸۔ نامور مؤرخ اور بانیِ عمرانیات ابنِ خلدون کا اصل نام عبدالرحمٰن ابوزید ابنِ خلدون ہے۔آپ ۱۳۳۲ء کو تیونس میں پیدا ہوئے اور ۱۴۰۶ء کو انتقال کیا۔ان کی معرکہ آرا تصنیف **تاریخ العبر** ہے۔اس تاریخ کا مقدمہ کتاب سے زیادہ شہرت کا حامل ہے۔آپ کی دوسری تصانیف میں **شرح البردہ، الحساب** اور **المنطق** شامل ہیں۔

۱۹۔ نذر صابری صاحب نے علامہ زمخشری کی ایک ایسی تحریر تلاش کی تھی جس میں علامہ موصوف نے سلسلۂ معتزلہ سے اپنی انابت کا اعلان کیا تھا۔صابری صاحب اس تحریر کو مجلسِ نوادراتِ علمیہ اٹک کے تحقیقی رسالے **نوادر** کے دوسرے شمارے میں شائع کرنے کے خواہش مند تھے مگر بدقسمتی سے نوادر کا دوسرا شمارہ شائع نہ ہو سکا۔

۲۰۔ فاروقی صاحب سے مراد پروفیسر زاہر حسن فاروقی ہیں جو ڈاکٹر محمود احمد غازی کے خالہ زاد بھائی تھے۔فاروقی صاحب تھانہ بھون (انڈیا) میں پیدا ہوئے۔قیامِ پاکستان کے بعد راول پنڈی میں آ گئے۔ایم۔اے اُردو کے بعد مختلف ملازمتیں اختیار کیں۔آخر محکمۂ تعلیم سے وابستہ ہو گئے۔گورنمنٹ کالج اٹک سے طویل عرصہ وابستہ رہے اور اسی ادارے سے صدرِ شعبۂ اُردو کی حیثیت سے سبک دوش ہوئے۔جون ۲۰۱۱ء میں راہیِ ملکِ بقا ہوئے۔

کتابیات

۱۔ آبِ کوثر، شیخ محمد اکرام، لاہور، ادارۂ ثقافتِ اسلامیہ، س ن۔

۲۔ اٹک کے اہلِ قلم، ارشد محمود ناشاد، اٹک، پنجابی ادبی سنگت، اوّل ۲۰۰۰ء۔

۳۔ اسلامی انسائیکلوپیڈیا، سیّد قاسم محمود، کراچی، شاہکار بک فاؤنڈیشن، س ن۔

۴۔ اسلامی انسائیکلوپیڈیا، مولوی محبوب عالم، لاہور، الفیصل ناشران و تاجرانِ کتب، ۱۹۹۲ء۔

۵۔ پاکستان میں اُردو کے ترقیاتی ادارے، پروفیسر محمد ایوب صابر، اسلام آباد، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد، طبعِ اول، ستمبر ۱۹۸۵ء

۶۔ پیغامِ حق، حضرت خواجہ نواب الدین چشتی صابری، فیصل آباد، ادارۂ فروغِ تجلیاتِ صابریہ، بارِ دوم س ن۔

۷۔ تاریخِ ابنِ کثیر، ج ۱۳، مولانا اختر فتح پوری (مترجم)، کراچی، نفیس اکیڈمی، جنوری ۱۹۸۹ء۔

۸۔ تاریخِ ادبیاتِ مسلمانانِ پاکستان و ہند [جلد اوّل]. لاہور، پنجاب یونی ورسٹی، طبعِ دوم ۲۰۰۹ء۔

۹۔ فیروز سنز اُردو انسائیکلوپیڈیا، لاہور، فیروز سنز لمیٹڈ، تیسرا ایڈیشن، جنوری ۱۹۸۴ء۔

۱۰۔ وفیاتِ اہلِ قلم، ڈاکٹر محمد منیر احمد سلیچ، اسلام آباد، اکادمی ادبیاتِ پاکستان، ۲۰۰۸ء۔

۱۱۔ ہمارے اہلِ قلم، زاہد حسین انجم، لاہور، ملک بک ڈپو، ۱۹۸۸ء۔

☆☆☆